بیان الشمائل النبویہ ﷺ امام بخاری کا منہج و اسلوب

عبدالغفار *

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے شمائل کے متعلق سب سے اہم ماخذ وہ روایات یا کتب ہو سکتی ہیں جو آپ ﷺ کے قریب ترین عہد میں مدون و مرتب کی گئی ہوں اور جن میں زیادہ سے زیادہ معلومات اور مواد کی تحقیق و تنقیح موجود ہو نیز علمی و تحقیقی چھان بین کے بعد جمع کی گئی ہوں۔ اس اعتبار سے احادیث مبارکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ شمائل النبی ﷺ کا اوّلین اور بنیادی ماخذ قرار پاتی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات واحکامات مواعظ و قضایا اور خطبات کے علاوہ آپ ﷺ کے ذاتی احوال اور شمائل وخصائل کا بیان کتب احادیث میں موجود ہے کیونکہ کتب احادیث کی تدوین عہد نبوی ﷺ میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ محدثین عظام نے شمائل کے بیان کے لئے علیحدہ ابواب و فصول بھی مختص کی ہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ باہم ایک دوسرے سے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و خصائل، عادات و اطوار اور معمولات کے متعلق سوال وجواب کر لیا کرتے تھے مثلاً

کیف کان خلق رسول اللہﷺ (۱)

کیف کان صلوۃ رسول اللہﷺ باللیل- (۲)

صفه لی، قال، کان ابیض ملیحًا مقصدًا- (۳)

آپ ﷺ کی حیات مقدسہ ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ عام ہو چکا تھا کہ جب ایک صحابی دوسرے سے ملتا تو وہ اس سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھتا، جس کے جواب میں دوسرا صحابی آپ ﷺ کے حالات یا کسی تازہ فرمان کا ذکر کرتا یہ سلسلہ صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام میں بھی اسی طرح جاری رہا معروف سیرت نگار ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ:

ان ابا هریرة کان اذا رای احدًا من الاعراب واحد لم یرالنبی ﷺ قال: الا اصف لکم النبی ﷺ کان شش القدمین، هلب العینین ابیض الکشحین، یقبل معًاوید برمعًا فداه ابی وامی ما رأیتُ مثله قبله ولا بعده- (۴)

سیدنا ابوہریرہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے جس نے نبی محترم ﷺ کے حسن و جمال کی جھلک نہ دیکھی ہوتی تو اسے کہتے آ میں تجھے نبی کریم ﷺ کے شمائل و فضائل سناتا ہوں۔ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے تلوے پر گوشت تھا، پلکیں لمبی لمبی تھیں، بغلیں سفید تھیں توجہ فرماتے تو پوری طرح اور پیٹھ پھیرتے تو پوری طرح میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میں نے آپ کی مثل کسی کو نہ آپ سے قبل دیکھا اور نہ آپ کے بعد دیکھا۔

اسی طرح مشہور تابعی حضرت سعید الجریریؒ فرماتے ہیں:

کنت اطوف مع ابی الطفیل با لبیتِ فقال: مابقی احد رای رسول اللہﷺ غیری، قلت رایته؟ قال نعم، قلت کیف کان صفته؟ فقال: کان ابیض ملیحًا مقصدا- (۵)

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور (نارووال کیمپس)، پاکستان۔

میں صحابیِ رسول اللہ ﷺ ابو طفیل کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو انھوں نے فرمایا: آج میرے سوا دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہونے والا کوئی بھی شخص روئے زمین پر موجود نہیں۔ میں نے بطور تعجب سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے؟ انھوں نے فرمایا ہاں، میں نے انھیں عرض کیا مجھے بھی آپ کے شمائل و صفات سنائیں تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید روشن اور جاذب تھا اور آپ ﷺ کا قد میانہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر پر خوشبو لگائی، آپ ﷺ جب بھی سرکار دو جہاں ﷺ کے حج مبارک کا تذکرہ فرماتیں تو ارشاد فرماتیں:

كأني انظر ابيض الطيب في مفارق رسول الله ﷺ- (۶)

صحابہ کرامؓ کا شمائل نبوی ﷺ بیان کرنے کا طریقہ محبت و اطاعت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں روایات و احادیث کے ساتھ ساتھ شمائل نبوی ﷺ کے بارے میں وسیع ذخیرہ وجود میں آیا، جو سینہ بسینہ اور تحریری دفاتر کی صورت میں منتقل ہو رہا تھا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اس سارے ذخیرہ کو باضابطہ طور پر محدثین عظام نے تحریری طور پر جمع کیا اور باقاعدہ طور پر ابواب بندی کی یعنی تراجم ابواب کا اہتمام کیا۔ جن روایات کا تعلق غزوات و سرایا کے ساتھ تھا وہ فن مغازی و سیر کا موضوع قرار پائیں اور انھیں کتاب المغازی، کتاب الجہاد والسیر کے عنوان سے مرتب کیا گیا، جن روایات کا تعلق فقہی احکام و معاملات اور عقائد و عبادات کے ساتھ تھا ان کے لیے الگ عنوانات تجویز کیے گئے جن روایات میں آنحضرت ﷺ کے ذاتی حالات و فضائل اور اخلاقِ شمائل مذکور تھے، ان پر الگ عنوانات تحریر کیے گئے اور شمائل وخصائص نبوی ﷺ کا عظیم سرمایہ محفوظ ہوا اور اس میں جمع و تدوین کے اعتبار سے تحقیق کے اعلیٰ معیار کو پیش نظر رکھا گیا۔ محدثین کے ہاں اس کی اہمیت کا عالم یہ تھا کہ کسی بھی صاحب علم کو اس سے استغناء نہیں تھا۔ امہات کتب حدیث میں شمائل وخصائص کے ابواب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں: محدثین کے ہاں کوئی کتاب اس وقت تک جامع کی سند حاصل نہیں کر سکتی جب تک اس میں دیگر اصناف حدیث کے ساتھ ساتھ سیرت و شمائل کے ابواب شامل نہ ہوں۔ (۷)

یہاں پر یہ دعویٰ بجا ہے کہ حدیث کی اصطلاحی تعریف میں بھی سیرت و شمائل کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حدیث کی پسندیدہ ترین تعریف یہ ہے:

هوما اضيف الى النبي ﷺ من قول أوفعلٍ أو تقرير أو وصفٍ خَلْقيٍ أو خُلقيٍ أو أضيف الى الصحابي أو التابعي- (۸)

حدیث پر اس قول، فعل، تقریر اور ان طبعی خوبیوں اور اخلاق حسنہ کا نام ہے جن کو آپ سے بیان کیا جائے یا وہ کسی صحابی یا تابعی کی طرف منسوب ہو۔

وصف خَلقی اِو خُلقی ہی اصلاً سیرت شمائل وخصائص نبوی ﷺ کا بیان ہے۔ کتب احادیث نبویہؐ اس فن پر بنیادی اہمیت و مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

زیر نظر مقالہ چونکہ الجامع الصحیح کو پیشِ نظر رکھ کر مرتب کیا جا رہا ہے تو یہ بات پیش نظر رہے کہ الجامع الصحیح البخاری کو کتب احادیث میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ:

اصح الكتب بعد كتاب الله الصحيح البخاري - (۹)

اسے پوری امت میں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اس اعتبار سے شمائل وخصائل محمدیہ ﷺ کے جو خدوخال اس سے

نمایاں ہوں گے قرآن مجید کے بیان کے ساتھ ساتھ وہ بہت ہی زیادہ معتبر ہوں گے۔ صحیح بخاری کا پورا نام ہی اس پر شاہد ہے جس سے شمائل وخصائل کا بیان ہی اصل قرار پاتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ صحیح بخاری کا پورا نام اس طرح ذکر کرتے ہیں:

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ و ایامہ ۔ (۱۰)

حافظ ابن الصلاحؒ لکھتے ہیں:

الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ۔ (۱۱)

نام سے ہی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس مایہ ناز کتاب کے ذریعے نبی محترم حضرت محمد ﷺ کی صحیح سیرت، شمائل اور خصائل ہی کو امت تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس غرض و مقصد کے لیے مقالہ ھذا میں دیگر کتاب و ابواب جو براہِ راست سیرت النبی ﷺ کے مختلف اور متنوع پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ساتھ شمائل و خصائل اور خصائص پر خصوصی طور پر کتب اور تراجم ابواب کا اہتمام فرما کر سیرت کے اس وصف کو خوب نمایاں کیا ہے۔ سب سے پہلے الجامع الصحیح میں سے آپؐ کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان:

امام بخاریؒ رسول اللہ ﷺ کے بیان کے متعلق باب صفۃ النبیؐ منعقد کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا حلیہ کیسا تھا یہی اس باب کی غرض ہے، امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس باب میں ۱۲۸، احادیث بیان کی ہیں، جتنی احادیث بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری حلیہ کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ آپ ﷺ کے حلیہ مبارک میں رنگ مبارک، بال مبارک، اعضاء مبارک، چال مبارک، لباس مبارک، ہتھیلی مبارک، سر مبارک، پلکیں مبارک کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کا اندازِ گفتگو، سخاوت و کریمی، مہر نبوت، صدقِ لسانی، مزاج گرامی آپ ﷺ کی معاشرت اور میل جول آپ ﷺ کا رُعب و جلال کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔ اور خصوصاً امام بخاریؒ اپنے قرآنی آیت سے استدلال کرنے کے منہج کے ضمن کے مطابق آپ کے حلیہ مبارک کو بیان کرنے کے لیے بطور دلیل یہ آیات پیش کی ہیں:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(۱۲)

اور اسی طرح:

وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (۱۳)

جیسی آیات پیش کی ہیں۔

عن انس بن مالک، انہُ سمعہ یقول کان رسول اللہ ﷺ لیس بالطویل البائن، وکان بالقصیر، ولا بالا بیض الامھق، ولا بالأ دم، ولیس بالجعد القطة، ولا بالسبط، بعثه اللہ تعالیٰ علی راسِ اربعین سنةً، فا قام بمكة عشر سنین، وبالمدینة عشر سنین و تو فاہُ اللہ تعالیٰ علی راس سِتین سنةً، ولیس فی راسه ولحیسته عشرون شعرة بیضاء- (۱٦)

رسول کریم نہ دراز قد تھے نہ پست قامت جبکہ آپ کا قد درمیانہ تھا آپ کا رنگ نہ تو چونے کی طرح خالص سفید اور نہ گندمی کہ سانولا نظر آئے بلکہ گورا چمکدار تھا آپ کے بال نہ زیادہ گھنگریالے اور نہ بالکل سیدھے تنے ہوئے بلکہ ہلکا سا خم لیے ہوئے تھے آپ پر وحی کا آغاز چالیس برس کی عمر میں ہوا پھر اس کے بعد آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور اس سال مدینیہ طیبہ میں قیام فرمایاس، وفات کے وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی

مبارک میں بمشکل بیس بال سفید تھے۔

اس صحیح حدیث میں صرف دہائیاں بیان کی گئیں ہیں، جبکہ دوسری صحیح حدیث میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

عن عائشة ان النبی ﷺ توفي وهو ابن ثلاث و ستین- (۱۵)

امام بخاری نے آپ کے حلیہ مبارک کو بطور جزو ایمان اور عقیدہ بیان کیا ہے۔ شارح بخاری مولانا داؤود رازؒ نواب صدیق حسنؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

من تمام الایمان به اعتقاد انه لم یجتمع فی بدن آدمي من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنة الباطنة ما اجتمع في بدنه علیه الصلاة والسلام- (۱۶)

ایمان اس عقیدے سے تکمیل پاتا ہے کہ جو ظاہری محاسن وخوبیاں نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر میں جمع ہوئے اور یہی ظاہری محاسن باطنی واندرونی خوبیوں پر دلالت کرنے والے ہیں اور یہ محاسن کسی دوسرے شخص کے بدن میں جمع نہیں ہوتے۔

آپ ﷺ کا قد مبارک:

صحیح بخاری میں سیدنا براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ "کان مربوعاً" آپ ﷺ درمیانے قد والے تھے اور سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ "کان ربعتہ" آپ درمیانے قد والے تھے۔ جو لمبائی کے زیادہ قریب ہو۔ لفظ ربعۃ کی تشریح صحیح بخاری میں انہیں الفاظ سے ہے کہ آپ ﷺ نہ زیادہ لمبے قد والے تھے نہ چھوٹے طویل البائن کی نفی سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ لمبے قد کی طرف مائل تھے اور لمبائی کے قریب تھے۔ (۱۷)

آپ ﷺ کا رنگ مبارک:

صحیح بخاری میں سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ کَانَ اَزْھَرُ اللَّوْنِ روشن رنگ والے تھے۔ (۱۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو طالب کے اشعار نقل کیے ہیں:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للا رامل- (۱۹)

یعنی آپ ایسے سفید رنگ والے ہیں کہ آپ ﷺ کے چہرے کی وساطت سے بارش کا پانی مانگا جاتا ہے۔ آپ یتیموں کے غم خوار، بیواؤں کی پناہ گاہ اور ان کی عصمت و حفاظت کے نگران ہیں۔

سیدنا براء بن عازبؓ نے فرمایا:

سئل البراء أکان وجه النبي ﷺ مثل السیف قال،لا، بل مثل القمر- (۲۰)

حضرت براء بن عازبؓ سے سوال کیا گیا نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند سے بھی زیادہ روشن تھا۔

آپ ﷺ کے بال مبارک:

کان شعرُ رسول الله رجلا لیس بالسبط ولا الجعد- (۲۱)

آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل کھلے ہوئے تھے اور نہ بالکل گھنگریالے اور کنگھی کیے ہوئے تھے۔

بعض روایات میں آپؐ کے بال کانوں کی لو تک اور بعض روایات میں کندھوں تک آجاتے اور بعض روایات میں ان کے درمیان تک بیان کیے گئے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے:

جس وقت آپ تیل ڈالتے، کنگھی کرتے تو بال کندھوں تک آجاتے خالی وقتوں میں کانوں تک یا دونوں کے درمیان آجاتے۔ (۲۲)

آپ ﷺ کے جسم کی خوبصورتی:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معنوی، اخلاقی اور صفاتی حسن سے مالا مال فرمایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ظاہری، جسمانی حسن سے بھرپور طور پر نوازا تھا۔

كَانَ رسول اللهﷺ احْسَنُ الناسِ و جُهًا واحسَنُهُ خَلْقًا ليس بالطويل البائن ولابالقصير-(۲۳)

چہرے کے لحاظ سے آپ ﷺ بہت خوبصورت تھے اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی بہت اچھے اور نہایت حسین تھے۔

انس بن مالکؓ سے ہی روایت ہے:

كَانَ النبى ﷺ احسن الناس واجود الناس واشجع الناس- (۲۴)

آپؐ تمام لوگوں سے بہت حسین تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

"اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے تینوں قویٰ (غضبیہ، عقلیہ اور شہوانیہ) کی کمال خوبیوں کو بیان کر دیا گیا ہے۔ قوت غضبیہ سے خوبی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے اور قوت شہوانیہ کی اصلاح وار تقاء سے جودوسخاوجود میں آتی ہے اسی طرح قوت عقلیہ کے حسن سے معتدل مزاجی، صفاتی، قلب، عمدگی، طبع اور کمال عقل رونما ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ تمام ظاہری اور حسی محاسن و فضائل کے ساتھ ساتھ معنوی اور صفاتی بلندیوں اور بے مثال کمالات سے سرفراز تھے۔" (۲۵)

سخاوت کی خوبیاں:

سیدنا علی ص فرماتے ہیں: "اجود الناس صدرًا" سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اجود مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا مطلب ہے کمیت و کیفیت میں بڑی بڑی اشیاء دل کی خوشی اور وسعت سے بن مانگے دے دینا۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ماسئل رسول الله شيئا فقال لا: کبھی بھی ایسے نہیں ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا اور آپ ﷺ نے نہ دی ہو۔ (۲۶)

الجامع الصحیح کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ساٹھ سے زیادہ لوگ ایسے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے سو سو اونٹ بطور تالیف قلب دے دئے تھے۔ مثلاً صفوان بن امیہ جس کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔ (۲۷)

نبی کریم ﷺ کی صدق لسانی:

حضرت علی فرماتے ہیں: واصدق الناس لهجة آپ ﷺ تمام لوگوں سے ہر حال میں زبان و کلام میں انتہائی صادق اور سچے تھے۔ نبوت سے قبل بھی آپ ﷺ کا نام امین تھا حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ اس پر دلیل خاص ہے۔ جب انھوں نے کہا تھا جاء الامين رقيابه (پھر جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اعلان نبوت فرمایا اور اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک دشمن حملہ آور ہونے والا ہے تو تم مان لوگے تو سب نے بیک زبان کہا "ما جربنا عليك الا صدقا"۔ (۲۸)

نبی کریم ﷺ کی سچائی اور صاف گوئی پر مکہ مکرمہ کے سردار ابوسفیان کے وہ واقعات بھی دلالت کرتے ہیں جو شاہ

روم ہر قل کے دربار میں پیش آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام گفتگو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان فرمائی ہے۔ (۲۹)

ابوسفیان رسول کریم ﷺ کی دینی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی تعلیمات کے بارے میں فرماتے ہیں:

اعبدوا الله وحده ولا تشركوا به شيئا، واتركوا ما يقول آباءكم، ويامرنا بالصلوة والصدق والعفاف والصلة-(۳۰)

صرف اکیلے اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اپنے باپ دادا کی) شرکیہ (باتیں چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز سچائی پرہیزگاری، پاکدامنی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مزاج گرامی:

حضرت انس روایت کرتے ہیں:

ما انتقم النبی ﷺ لنفسه قطُّ- (۳۱)

نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیا۔

چلنے میں تواضع وانکساری:

کان رسول اللهﷺ اذامشى تكفاتكفوًا كانما ينحط من حبيب (۳۲)

رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو آگے کی جانب جھکے ہوئے ہوتے گویا کہ اونچی جگہ سے ڈھلوان کی طرف اتر رہے ہیں۔

مُہر نبوت کے بارے میں مرویات:

اس میں مُہر نبوت کی ہیئت، شکل، مقدار اور صفات کا تذکرہ ہے جو امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔ صحیح بخاری میں اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایات بیان فرمائی ہیں: اور ان روایات کو متعدد ابواب وکتب کے ضمن میں بیان کیا ہے:

قال: سمعت السائب بن يزيد يقول ذهبت، خالتي الى رسول اللهﷺ فقالت يا رسول الله ان ابن اختي وجع فمسح ﷺ برامي ودعالي بالبركة وتوضا فشربت من وضوءه فقمت خلف ظهره، فنظرتُ الى الخاتم الذين بين كتفيه، فاذا هو مثل زرالحجلة- (۳۳)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے الشمائل المحمدیہ میں آٹھ احادیث بیان کی ہیں، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس سلسلہ میں خوب وضاحت کی ہے اس کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کسی لالچ اور دنیاوی مقصد کے بغیر چھوٹے بچوں کے ساتھ پیار کرنا اور ان کے سروں پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنا بہترین اخلاق میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں کے درمیان ختم کی مہر لگا کر یہ فیصلہ کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہے۔ اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے محبت کرتے تھے۔ علم سیکھنے میں ہر وقت مصروف رہنا چاہیے۔ نیک آدمی سے دعا کروانا مسنون ہے۔ (۳۴)

رسول اللہ ﷺ کے بالوں اور کنگھی کے بارے میں مرویات:

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں چار روایات مختلف کتب اور ابواب کے تحت ذکر کیں

ہیں۔ اور الشمائل المحمدیہ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ احادیث بیان کیں ہیں۔
براء بن عازب سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ :

کان رسول اللہ مربوعًا بعید ما بین المنکبین وکانت جمتُهُ تضرب شحمة أذنیه۔ (۳۵)

رسول اللہ ﷺ وجود خلقت کے اعتبار سے میانے قد کے تھے آپ کے دنوں کندھوں کے درمیان کچھ دوری تھی اور آپ کے مبارک جمہ بال کانوں کی لو پر پڑتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے مانگ نکالنے، کنگھی کرنا، تیل لگانا، مبارک بالوں کو پاک و صاف اور آراستہ کرنے کے بارے میں بھی امام صاحب نے روایات نقل کیں ہیں:

عن عائشة قالت کنت أرجل رأس رسول اللہ وانا حائض۔ (۳۶)

اس کے علاوہ صحیح بخاری کتاب الوضور قم ۱۶۸ میں کنگھی کرنے کا ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے لباس کے بارے میں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ شمائل النبی ﷺ کے ضمن میں ایک پوری کتاب ذکر کی ہے۔ کتاب اللباس کے تحت امام صاحب نے ۱۰۳، ایک صد تین عنوانات قائم کرکے اُن کے ذیل میں ۱۸۶، ایک سو چھیاسی احادیث نقل فرمائیں ہیں۔ الشمائل المحمدیہ میں امام ترمذی نے اس باب میں سترہ احادیث بیان کیں ہیں۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کے لباس مبارک کی تفصیلات نیا کپڑا پہننے کی دعا، چادر اوڑھنے کا بیان، آپ ﷺ کی قمیض کی ہیئت اور مختلف رنگوں کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ لباس کی ہیئت میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی جائے، امام صاحب نے باب کا عنوان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر رکھا ہے:

قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ وقال النبی ﷺ کلوا واشربوا والبسو و تصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلة و قال ابن عباس کل ماشئت والبس ماشئت ما اخطاء تک اثنتان سرف اومخیلة۔

آپ کہہ دیں کہ کس نے وہ زیب وزینت کی چیزیں حرام کی ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھاوپیو، پہنو اور صدقہ کرو لیکن اسراف اور فخر کا اظہار نہ کرو اور ابن عباس نے کہا جو چاہو کھاو اور جو چاہو زیب تن کرو مگر اسراف اور تکبر سے بچو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قمیض، کُرتا آپ کو بہت پسند تھا۔ اور عنوان قائم کیا ہے باب لبس القمیص اور تین روایات ذکر کی ہیں۔ رقم: ۵۷۹۶۔ مزید باب القمیص من عندالصدر وغیرہ۔

پاجامہ پہننے کے بارے میں "باب السراویل" منعقد کیا۔ کالی کملی کے بارے میں باب الخمیصة السوداء اور دو روایات لاتے ہیں۔

سفید کپڑوں کے بارے میں:

باب العمائم کے تحت رسول اللہ ﷺ کے عمامہ مبارک کا بیان ہے کہ سیاہ پگڑی پہننا سنت ہے۔

عن ابن عباس ان النبی خطب الناس وعلیه عصابة دسماء۔ (۳۷)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اس حالت میں کہ اپنے سر کو ایک چکنی سیاہ پٹی سے باندھا ہوا تھا۔

عصابہ کا استعمال عام طور پر پگڑی کی بجائے پٹی پر ہوتا ہے یعنی کپڑے کا کوئی ٹکڑا ہی سر پر رکھ لیتے۔ (۳۸)

سر پر کپڑا ڈال کر چھپانے کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الگ عنوان قائم کیا ہے۔ باب التقنع اور اس کے ذیل میں دو احادیث رقم کی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے تہہ بند کا تذکرہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کیا ہے:

لاینظر اللہ الی من جرثوبه خیلاء- (۳۹)

اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور کے سبب سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

باب ما اسفل من الکعبین ففی النار

اس کے علاوہ الگ سے باب من جرثوبه من الخیلاء باب الازار المهدب جیسے عنوانات قائم کیے ہیں۔

آپ ﷺ کی تہہ بند پر پیوند لگے ہوتے تھے۔

عن ابی بردة رضی اللہ عنه عن ابیه قال: اخرجت الینا عائشة کساءً وازارًا غلیظًا فقالت- قبض روحُ النبی اللہ فی هذین- (۴۰)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی چادر دکھائی اور فرمایا کہ نبی ﷺ کی روح ان دونوں کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب یوں قائم کیا ہے:

باب من جرَّا زارهُ من غیر خُیَلاَءَ

اگر کسی کا کپڑا یوں ہی لٹک جائے تکبر کی نیت نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور اس کے تحت حضرت ابو بکر کا آپ ﷺ سے استفسار ذکر کیا ہے۔ انجانے یا جلدی میں ہو جائے تو گناہ نہیں۔

حافظ ابن اثیر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عزت و کبریائی کو تہبند اور چادر سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ عزت و کبریائی کے ساتھ متصف جو ہوتا ہے یہ اس کو شامل ہوتی ہے جس طرح ''ازار اور ردا'' انسان کو لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور انسان کے تہبند اور چادر میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہوتا اسی طرح عزت و کبریائی اللہ تعالیٰ کا تہبند اور چادر ہیں کسی کے لیے لائق نہیں ان میں کوئی شریک و سہیم ہو سکے۔ (۴۱)

رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کا تذکرہ:

امام صاحب نے باب بیداءُ بالنعل الیمنٰی منعقد فرما کر آنحضرت ﷺ کا طریقہ بیان فرمایا ہے:

کان النبی ﷺ یحب التیمن فی طهوره و ترجله و تنعله-

آپؐ طہارت میں، کنگھیا کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا جوتا کس طرح کا تھا تو انہوں نے فرمایا:

ان نعل النبی کان لھا قبالانِ- (۴۲) نبی کریم ﷺ کے نعلین میں دو تسمے تھے۔

اس کے علاوہ مزید دو ابواب اور بیان فرمائے۔ باب ینزع نعل الیسری- باب لا یمشی فی نعل واحد-
حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"تابعین عظام نے صحابہ کرام سے مختلف سوالات کر کے حیات طیبہ کو لمحہ بالمحہ یاد رکھا اور شاگردوں تک پہنچا دیا۔ (۴۳)

رسول اللہ ﷺ کی انگھوٹھی کا بیان:

اخاتم والخاتم انگھوٹھی مہر، انجام، ٹانگوں کی تھوڑی سی سفیدی خاتم اسی چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ مہر لگائی جائے اس کی جمع خواتم، خواتیم اور ختم ہے۔ اس باب میں امام بخاری رحمۃاللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی انگھوٹھی کی تفصیلات بیان کیں ہیں۔ وہ کس قسم کی تھی، اس پر کیا نقش تھا اور کن ضروریات کے لیے آپ اسے استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کن کن اصحاب کے پاس یہ انگوٹھی آئی اور بالآخر کہاں گئی۔

عن انس ان النبی کان خاتمہ من فضة وکان فصه منه- (۴۴)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی چاندی میں سے تھا۔

امام بخاری نے ایک باب یوں باندھا ہے:

باب قول النبی ﷺ لا ینقشن علی نقش خاتمه

کوئی شخص اپنی انگھوٹی پر لفظ محمد رسول اللہ کا نقش نہ کھدوائے اور روایت نقل کی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چاندی کی انگھوٹی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کروایا ہے اس لیے کوئی شخص اپنی انگھوٹھی پر یہ کندہ نہ کروائے۔ اور آپ ﷺ کی انگھوٹھی کا نقش تین سطروں میں ہے۔

عن انس بن مالک قال: کان نقش خاتم النبی ثلاثة اسطر (محمد) سطرو رسول سطرو الله) سطر-

اس کی مزید وضاحت کے لیے بطور شرح صحیح مسلم سے روایت بیان کی جاتی ہے۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی انگھوٹھی وصال تک آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی آپ کے بعد ابو بکرؓ کے ہاتھ میں اور ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں پھر جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ آیا وہ (اریس) کے کنویں پر ایک مرتبہ بیٹھے پھر انگھوٹھی نکالی اسے الٹنے پلٹنے لگے اتنے میں وہ کنویں میں گر گئی۔ یہ کنواں مسجد قبا کے قریب تھا اور انگوٹھی معیقیبؓ سے کنویں میں گری تھی۔ (۴۵)

حضرت انس بیان کرتے ہیں میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ ساتھ تین دن تک اسے ڈھونڈتے رہے اور کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا لیکن وہ انگھوٹھی نہ ملی۔ (۴۶) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے اخذ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ثابت شدہ آثار مثلاً انگوٹھی، پیالہ وغیرہ کا استعمال صحابہ کے لیے جائز تھا۔ (۴۷)

رسول اللہ ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کا بیان:

رسول اللہ ﷺ کے کھانا کھانے کے متعلق امام صاحبؒ نے اپنی "الجامع" میں پوری ایک کتاب مختص کی ہے۔ "کتاب الاطعمة" اور اس میں ساٹھ ابواب قائم کیے ہیں جس میں احادیث رسول ﷺ بیان کیں ہیں جس میں آپ ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کے طریقے پر واضح روشنی پڑتی ہے کہ کس طرح بیٹھ کر، کس ہاتھ سے اور کن انگلیوں

سے کھانا تناول فرماتے تھے پھر انگلیوں کو کیسے صاف فرماتے، ان تمام کی تفاصیل موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی روٹی، سالن، غذا کیسی ہوتی۔ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا، عنوان قائم کرکے دو احادیث ذکر فرمائیں ہیں۔ تکیہ لگا کر یعنی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ امام صاحب نے ذکر کیا باب الاکل متکئا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انی لا اکل متکئا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (۴۸)

کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا امام صاحب نے باب قائم فرمایا:

باب لعق الا صابع ومصها قبل ان تمسح بالمندیل عن ابن عباس ان النبی قال اذا اکل احدکم فلا یمسح یدہ حتی یلعقها اویلعتها-(۴۹)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو ہاتھ صاف کرنے سے پہلے اسے خود چاٹے یا کسی اور کو چٹادے۔

اس باب میں صحیح مسلم میں وضاحت ہے کہ یلعق اصابعه الثلاث من الطعام۔ کھانے کے بعد اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے تھے۔ (۵۰) امام نوویؒ لکھتے ہیں کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہیے الا یہ کہ اضطراری حالت ہو مثلا چاول وغیرہ۔ (۵۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ وہ سالن سے کدو تلاش کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ (۵۲)

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کے اذکار کا تذکرہ:

رسول گرامی ﷺ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے روایت بیان کی ہے کہ عمر بن ابن سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کے پاس کھانا موجود تھا تو آپ نے:

ادن یا بنیی، فسم اللہ تعالی فکل بیمنیک فکل مما یلیک(۵۳)

حافظ عبدالستار ہدایۃ القاری میں لکھتے ہیں:

یہاں سے اصلاح کا پہلو نکلتا ہے اور بسم اللہ پڑھنی چاہیے اور بائیں ہاتھ سے کھانا حرام ہے۔ اور کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ یہ دعا پڑھتے۔ ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے دستر خوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے۔

الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنه ربنا (۵۴)

الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ:

جبکہ سنن ترمذی رقم ۳۴۵۶ میں اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مودع ولا مستغنی عنه ربنا (۵۵)

اس سند میں وجہ ضعف اسماعیل بن رباح مجہول ہے۔ (۵۶)

اس کے علاوہ سیدنا معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

الحمد للہ اطعمنی ھذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوۃ(۵۷)

شہد کا استعمال:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم ﷺ کو میٹھی چیزیں بہت پسند تھیں ”کان یحب الحلوی“

امام بخاری نے کتاب الاطعمة میں مشترکہ باب قائم کیا ہے باب الحلوی والعلی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کان یحب الحلوی والعسل۔ (۵۸)

ہدایۃ القاری میں حافظ عبدالستار الحماد لکھتے ہیں:

کھانے کے دوران یا بعد میں میٹھی چیز کھانا مستحب ہے شہد میں غذا بھی لہٰذا اس کا استعمال از حد ضروری ہے۔ بعض ماکولات ومشروبات کو پسند کرنا فطرت انسانی میں داخل ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔" (۵۹)

آب زم زم کھڑے ہو کر پینا:

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔ سقیت رسول اللہ ﷺ من زم زم مشرب وھو قائم۔(۶۰)

حافظ ابن حجرؒ نے فضائل آب زم زم کی احادیث نقل کیں ہیں مثلاانھا طعام طعم، و شفاء سقم۔ (۶۱)

سیدنا ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا اور سیدنا انس سے مروی ہے کہ:

ان النبی ﷺ کان یتنفس فی الا ناء ثلاثا اذشرب ویقول، وھو امرا واروی۔(۶۲)

رسولِ کریم ﷺ کا عطریات اور خوشبو استعمال فرمانا:

ابتداء بات پیش نظر رہے کہ آپ ﷺ کے شمائل میں یہ بہت اہم ہے کہ رسول گرامی ﷺ عطر اور دوسری اشیاء استعمال نہ بھی فرماتے تو آپ ﷺ کے جسم اطہر سے عمدہ رس، خوشبو مہکتی تھی۔ سیدنا انس فرماتے ہیں امام بخاری نقل فرماتے ہیں:

ماشممت ریحاقط ولا مسکا ولا عبراً اطیب من ریح رسول اللہ ﷺ۔ (۶۳)

مگر اس کے باوجود سراپا حسن وجمال ہادی کل امام الانبیاء خارجی خوشبو بھی استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ جس راستے سے گزر جاتے وہ مہک اٹھتا تھا۔

حضور ﷺ کا باقاعدہ عطر دان ہوتا تھا آپ ﷺ اس کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ خوشبو کے تحفہ کو رد نہیں فرماتے تھے۔ جسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ ثلاث لا ترد: الو سائد والدھن والطیب واللبن۔ (۶۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل سے قبل خوشبو دار نباتات حلاب وغیرہ کا استعمال اور خصوصاً جمعہ کے دن غسل کرنے اور کپڑوں میں خوشبو لگانے کے بارے میں احادیث نقل کیں ہیں۔ (۶۵)

حضرت عائشہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ کے احرام باندھنے سے پہلے یا اس وقت آپ کے لباس میں بھی بہترین خوشبو لگائی تھیں۔ اور انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام وحل دونوں زمانوں میں خوشبو لگائی تھی۔ اور اس خوشبو کا نام زریرہ ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"اس خوشبو کا نام "زریرہ" ہے اور یہ اہل حجاز کی مخصوص خوشبو کا نام ہے۔" (۶۶)

امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ ایک خوشبو دار پودے سے بنی ہوتی تھی اور ہندوستان سے منگوائی جاتی تھی اور بہت پسند کی جاتی تھی۔

وجزم غير واحد منهم النووی بانه قتات قصب طيب يجاء به من الهند- (۶۷)

خلاصہ بحث:

شمائل اچھی خصلتوں اور نیک طبیعتوں کا نام ہے، یہ شمیلۃ کی جمع ہے جیسے شمیمۃ کی جمع شمائم اور کریمۃ کی جمع کریمٌ اسی طرح شمائل بمعنی خُلق بھی استعمال ہوتا ہے اور کہتے ہیں فلاں شخص کریم الشمائل ہے اور خُلق کے معنی خصلت و عادت اور طبیعت کے ہیں اور یہ باطنی صفات کے ساتھ خاص ہے اور خَلق کے معنی ظاہری صفات کے ہیں جس میں آپؐ کے اخلاق کریمہ کو بیان کیا گیا ہے اور اس کو بیان کرنے والی اولین جماعت صحابہ کرامؓ تابعین، تبع تابعین اور محدثین کرام کی ہے۔ خصوصاً صحابہ کرام نے نہ صرف آپ کی اداؤں کو محفوظ کیا بلکہ اسے بیان کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا مثلاً سیدنا علیؓ نے سواری پر سوار ہونے کے لیے اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو سفر کی دعا پڑھی پھر آپؓ ہنسے، آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین آپ کس بات پر ہنسے؟ تو سیدنا علیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے میں نے کیا ہے اور آپؐ ہنسے بھی تھے اس کے بعد محدثین کرام نے شمائل و خصائل کو جمع کر کے امت تک پہنچایا جو اصلاح امت کے لیے بہت ہی زیادہ مفید ثابت ہوا قرآن کریم کے ساتھ ساتھ روایت شمائل و خصائل کا معتبر ترین ذریعہ کتب احادیث اور خصوصاً امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح ہے جس میں رسول کریم ﷺ کی تعلیمات و احکامات، مواعظ و قضایا اور خطبات کے علاوہ آپؐ کے ذاتی شمائل خصائل بھی مختلف کتب و ابواب میں انتہائی تحقیق کے بعد جمع فرما دیئے گئے ہیں، جیسے کتاب المناقب، کتاب اللباس، کتاب الاطعمہ وغیرہ آپؐ کا حلیہ مبارک کا معتبر ترین بیان اسی کا خاصہ ہے، آپؐ کی گفتار و کلام، مزاح و خوش طبعی، محبوب رب العالمین کی مسکراہٹ آپؐ کی زلفوں کا خوب صورت تذکرہ۔

حدیث ام زرع کا تذکرہ اور آپؐ کی عبادت تہجد و قیام اللیل کی کیفیات، قرأت قرآن مجید کی وجد آفرینیاں خلق، تواضع و انکساری، شرم و حیاء جود و سخا، اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک آپ کی خورد و نوش کی سادگی و نظافت کے تذکرے اور دیگر شمائل کے لاتعداد موضوعات پر امت کی رہنمائی، الغرض امام بخاریؒ نے امت پر بہت بڑا احسان کیا سیرت کا عطر مقدس نکال کر چند صفات میں بنی نوع انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے پیش کر دیا۔

الجامع الصحیح میں بیان کردہ شمائل نبویہ ﷺ کے مطالعہ کے بعد ہم نے بہت سے نتائج اخذ کیے ہیں طوالت سے بچتے ہوئے اختصار کے ساتھ نکات کی صورت میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۱) شمائل کا علم پیغمبر علیہ السلام کے حسن خُلق، خَلق کو جاننے کا ذریعہ ہے اسی کے ساتھ آپؐ کی ذات سے محبت پیدا ہوتی ہے جو کہ روح ایمان کی بنیاد ہے اور اس علم کو سیکھنے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ شمائل نبویہ ﷺ کو بیان کرنے کا معتبر ترین ذریعہ احادیث و آثار ہیں اور اس مدون شدہ ذخیرہ میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے کی صورت میں صحیح بخاری کو حاصل ہوا۔

۳۔ شمائل پر عمل کرنا اور اسکی نشر و اشاعت کا انتظام کرنا آپؐ کی بارگاہ میں عظیم خدمت شمار کی جائے گی ارباب اختیار اہل حل و عقد عوام الناس کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے۔

۴۔ الشمائل النبویہ ﷺ فقہی و قانونی آئینی، تہذیبی و ثقافتی احکام و مسائل جاننے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

۵۔ مقالہ ہذا کی صورت میں الشمائل النبویہ ﷺ کے متعلق صحیح ترین احادیث کی روشنی میں ایک گراں قدر مجموع سامنے آتا ہے۔ جو امت کی رہنمائی کے لیے ایک اہم دستاویز ہے۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) احمد بن حنبل، المسند، دار السلام والنشر والتوزیع ریاض، السعودیہ، طبع الثالثہ، ۲۰۰۰ء رقم: ۲۶۵۱۷

(۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، دار السلام والنشر والتوزیع ریاض، السعودیہ، طبع الثالثہ، ۲۰۰۰ء، رقم: ۱۱۴۶

(۳) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الشمائل المحمدیہ، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ، رقم: ۱۶

(۴) محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ دار صادر بیروت، ۱۹۹۹ء، ۱۳۸۰ھ، ا/۴۱۷

(۵) محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ا/۴۱۸

(۶) الجامع الصحیح للبخاری، ا/۴۰۸

(۷) القنوجی صدیق حسن خان (المتوفی ۱۳۰۷ھ)۔ الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ دار الجبل، بیروت ۱۹۹۸۔ ص ۱۲۰

(۸) عتر نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث شام، دار الفکر، ۱۴۰۸ھ، ص ۲۷

بالخَلْق: صورۃ الانسان ظاھرۃ کالبیاض والطول والشعر، بالخُلُق: صورۃ الباطنۃ کالحلم والعلم خصلت و عادات طبیعہ- التحمل التواضع والبصر والعفو، الانکسار، الحیاء وغیرہ-

(۹) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الھدی الساری، بیروت دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ ص ۸

(۱۰) ابن الصلاح ابو عمر و عثمان بن عبد الرحمٰن بن عثمان الشہرزوی ۶۴۳ھ، مقدمہ ابن الصلاح ص ۶۴، تحقیق عائشہ عبد الرحمٰن بنت الشاطی دار المعارف مصر ۲۰۰۲، م مالمس الیہ حاجۃ القاری، ص ۴۹)

(۱۱) الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب المناقب، باب صفۃ النبي ﷺ، رقم: ۳۵۴۸؛ راوی نے فترۃ الوحي کے عرصہ کو نکال دیا جس دوران وحی رکی رہی اس لیے انہوں نے مکہ مکرمہ میں وحی کے سلسلہ کو دس سال قرار دیا۔ بخاری، کتاب المناقب، باب وفاۃ النبی، ۳۵۳۶؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب کم سن النبي ،دار السلام والنشر والتوزیع ریاض، السعودیہ، طبع الثالثہ، ۲۰۰۰ء، رقم ۲۳۴۹؛ ابن ماجہ، سنن، رقم ۴۰۸۱

(۱۲) البقرہ: ۱۴۴

(۱۳) الضحیٰ: ا۔ ۳؛ قرآن مجید میں شمائل نبوی کے متعلق مزید تفصیل کے لیے "الشفاء" قاضی عیاض، باب اول ص ۱۵۔ ۷۶؛ دلائل النبوۃ، ابو نعیم اصفہانی، فصل اول، ص ۱۰ تا ۱۶

(۱۴) الجامع الصحیح للبخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبي رقم: ۳۵۵۱۔ ۳۵۴۸

(۱۵) بخاری، الجامع الصحیح ، کتاب المغازی، رقم ۲۸۲۹

(۱۶) نواب صدیق حسن، بلوغ العلی بمعرفۃ الحلیٰ، مخطوطہ، ص ۲۱

(۱۷) کتاب المناقب باب صفۃ النبی رقم: ۳۵۴۸، ۳۵۵۲

(۱۸) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الا ستسقاء باب سوال الناس الامام الا ستسقاء: رقم ۱۰۰۸؛ سیدنا رسول اللہ کی شکل و صورت آپ کے جد امجد سیدنا ابراہیم کے زیادہ مشابہ تھی، رقم ۳۵۵۱

(۱۹) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب اللباس باب الجعد حدیث: ۵۹۰۵ اس طرح براء بن عازب کی روایت سنن ترمذی میں دو مقامات پر ۱۷۲۴، اور ۳۶۳۵ پر موجود ہے۔

(۲۰) رقم ۲۵۵۲ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ص ا/۲۰۶، آپؐ کے رنگ مبارک کے متعلق تفصیل بحث کی ہے۔

(۲۱) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب المناقب باب صفة النبی، رقم: ۳۵۴۹
(۲۲) حافظ، شہاب الدین ابن حجر،فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفہ لطباعہ والنشر بیروت لبنان، س ن، ۳، ۱۲۸
(۲۳) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، وما یکره من البخل، حدیث: ۶۰۳۳
(۲۴) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء، وما یکره من البخل، رقم: ۶۰۳۶؛ الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن رسول اللہ فلم ینکر علیه، رقم ۱۲۷۷؛ کتاب البیوع، باب ذکر النساج، رقم ۲۰۹۳
(۲۵) حافظ ابن حجرؒ،فتح الباری، ۵، ۲۳۰
(۲۶) الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب التفسیر، سورة الشعراء رقم: ۴۷۷۰
(۲۷) الجامع الصحیح للمسلم ،کتاب الزکوة باب اعطاء الموئفة قلوبهم حدیث ۱۰۶۰
(۲۸) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي الی رسول اللہ رقم: ۵۷
(۲۹) الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسرواولا تعسروا رقم: ۶۱۲۶
(۳۰) الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب الوحي، باب کیف کان بدء الوحي الی رسول اللہ ﷺ، رقم ۷
(۳۱) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الدعوات، باب صفة النبي، رقم ۶۴۵۲؛ کتاب الطهارة، کتاب المرضی میں روایت کیا ہے اس طرح امام مسلم نے باب صفة النبی رقم ۲۳۴۵
(۳۲) الحماد، حافظ عبدالستار، هدایة القاری شرح الجامع الصحیح البخاری، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ۲۰۱۷ء، ۶، ۳۱۱
(۳۳) بخاری ، کتاب المناقب باب مناقب قریش رقم: ۳۵۵۱، ۳۵۰۵، کتاب اللباس، ۵۸۴۸، ۵۹۰۵
اہل لغت نے سر کے بالوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں:
لمة: وہ بال جو کندھوں کے قریب آئے ہوئے ہوں۔
جمة: بال جو کندھوں تک پہنچے ہوئے ہوں۔
وفرة: بال جو کانوں کی لو تک پہنچے ہوئے ہوں۔
(۳۴) فتح الباری، ۹، ۳۱۹
(۳۵) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الحیض باب غسل الحائض ۲۹۵۔ کتاب اللباس ۵۹۲۵
(۳۶) الجامع الصحیح للبخاری ، باب التیمن فی الوضوء والغسل عن عاشة قالت کان النبی یعجبه التیمن فی تنعله وترجله وطهوره و فی شان کله
(۳۷) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب المناقب، کتاب مناقب الانصار رقم: ۳۶۲۸
(۳۸) الجامع الصحیح للمسلم ،کتاب الحج رقم: ۴۵۱
(۳۹) الجامع الصحیح للبخاری کتاب اللباس رقم: ۵۷۸۳
(۴۰) الجامع الصحیح للبخاری کتاب اللباس باب الاکیسة والخمائص رقم: ۵۵۱۸
(۴۱) ابن اثیر، جامع الاصول، ص ۱۵۲
(۴۲) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب اللباس باب یبدا بالنعل الیمنی، رقم: ۵۸۵۴
(۴۳) زاد المعاد، ۶، ۲۱۶

(۴۴) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب اللباس باب الخاتم رقم: ۵۸۷۰

(۴۵) الجامع الصحیح للمسلم، ۲۰۹۱

(۴۶) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب اللباس باب هل یجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر؟ رقم: ۵۸۷۸؛ اریس کا کنواں مسجد قبا کے پاس تھا۔ (فتح الباری، ۱۰؍۴۰۶

(۴۷) فتح الباری، ۱۰؍۴۰۵، ۴۰۶

(۴۸) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الاطعمة ، باب الاکل متکئا، ۵۳۹۹۔۵۳۹۸

(۴۹) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الاطعمة باب لعق الاصابع ومصها قبل ان تمسح بالمندیل، رقم: ۵۴۵۶

(۵۰) الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الاشربه، باب استحاباب لعق الاصابع، ۲۰۳۲

(۵۱) النووی، یحییٰ بن شرف، صحیح مسلم، شرح النووی، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۹ء، ۳؍۲۱۰

(۵۲) سیرة النبی، ۲؍۴۲۰۴۔ ۶۴۲۰ کتاب الاطعمه، باب تسمیة علی الطعام، ولاکل بالیمین، رقم ۵۳۷۶

(۵۳) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الاطعمه، باب ما یقول اذا فرغ من طعامه، رقم ۵۴۵۸، ۵۴۵۹

(۵۴) یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ ابو داود رقم الحدیث ۳۸۵۰ کے الفاظ (الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا وجعلنا مسلمین) سند کے لحاظ ضعیف ہیں۔

(۵۵) تقریب التهذیب،، ۲۴۴، وضاحت کے لیے: انوار الصحیفه، ص ۱۳۷

(۵۶) ترمذی، سنن، رقم ۳۴۵۸، هذا حدیث حسن غریب و سند حسن

(۵۷) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطعمة رقم الحدیث: ۵۴۳۱

(۵۸) الحماد، حافظ عبد الستار، هدایة القاری شرح البخاری، ۶؍۳۰۹

(۵۹) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الحج باب ما جاء فی زم زم حدیث: ۱۶۳۷

(۶۰) فتح الباری، ۶؍۶۷۱

(۶۱) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الاشربه باب النهی عن التنفس فی الا ناء حدیث: ۵۶۳

(۶۲) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب المناقب باب صفةالنبی رقم: ۳۵۲۲

(۶۳) ترمذی، الجامع للترمذي، ابواب الا داب باب فی کراهیة ردالطیب رقم: ۲۷۹۰

(۶۴) الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الجمعة باب الطیب للجعمة باب الدهن للحمعة، کتاب اللباس، باب تطیب، المرأة، باب التطیب فی الرأس واللحیة، باب ما یستحب من الطیب، باب ما یذکر من المسک، رقم ۵۹۲۹

(۶۵) فتح الباري، ۱۰؍۴۵۵

(۶۶) شرح النووي، مسلم، ۳؍۲۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆